سید الخطباء بقیۃ الاصفیاء ماہتاب مارہرہ حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفےٰ سید میاں مارہروی

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ

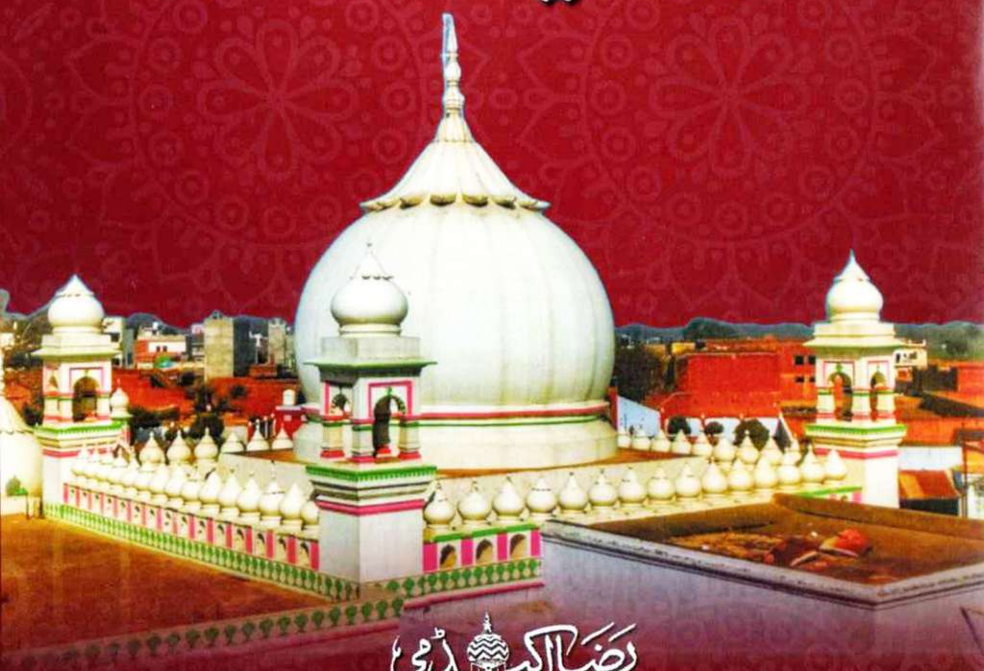

رضا اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ

سید الخطباء بقیۃ الاصفیاء ماہتاب مارہرہ حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفےٰ سید میاں مارہروی

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ

ماخوذ از اہلسنت کی آواز ۲۰۲۲ء

حسب فرمائش

اسیر مفتی اعظم عالی جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب

ناشر: رضا اکیڈمی

۵۲ / ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

سلسلۂ اشاعت نمبر ۸۷۵

نذرانۂ محبت

یاد سید مارہرہ

حضور امین ملت سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی

تذکرۂ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی

حضرت سید العلماء مارہروی

رئیس القلم حضرت علامہ یٰسٓ اختر مصباحی

حضور سید العلماء اور حضور مفتی اعظم علیہما الرحمہ

الحاج محمد سعید نوری

یادِ سیدِ مارہرہ

حضور امین ملت سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہٗ العالی

ہمارے بڑے ابا حضور سید العلما سند الحکما سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گزرے ہوئے ۵۰ رسال ہو گئے ایسا لگتا ہے یہ سانحۂ عظیم ابھی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہا ہے۔ خانقاہِ برکاتیہ کے لیے بڑے ابا کا دنیا سے جانا نقصانِ عظیم تو تھا ہی لیکن ایسا لگتا ہے کہ دنیائے سنیت کی تمام تحریکات بھی یتیم ہو گئیں۔ ہر طرف ماتم جیسا ماحول تھا۔ کیوں کہ وہ ذات عبقری تھی۔ ان کا بدل بھی پھر سنی جمعیۃ العلما کو نہ مل سکا اور ان کے وصال کے بعد جیسے اس جماعت کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ اتحاد اور اتفاق ہماری جماعت سے جیسے روٹھ سا گیا۔

بڑے ابا گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے۔ لیکن ایک وصف ان کا بہت نمایاں تھا اور وہ تھا ان کا انکسار اور درویشانہ طبیعت۔ بڑے سے بڑے اجلاس میں ایسے ہی اٹھ کر چل دیتے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ مجمع ان کے لباس کا شیدائی نہیں بلکہ ان کے اخلاق پر جان فدا کرتا ہے۔

وہ ایک بین الاقوامی خطیب، ایک ممتاز قاری، صاحب طرز ادیب و شاعر، ماہر طبیب، خلیق و باوضع و باصفا پیر کامل تھے۔ دو تین گھنٹے مجمعِ عام کو خطاب کرنا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا جب چاہیں جس موضوع کو عنوان بنا کر ایسا سیر حاصل خطاب فرما دیتے کہ سننے والے انگشت بدنداں رہ جاتے۔ وہ اپنے خطاب میں بڑے سے بڑے مولوی، مالدار یا حکمران کا رعب نہ کھاتے ہوئے صرف حق بولتے تھے۔ سنیت کی تعلیم اور

تشہیران کا نصب العین تھا۔ ممبئی کی سرزمین پر آج جو سنیت کی بہاریں ہیں وہ میرے بڑے ابا کی مرہونِ منت ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے اگر سب سے بڑے پرچارک کا کوئی نام ہے تو وہ سید العلما سید شاہ آلِ مصطفیٰ مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی ہے۔ انہوں نے نہ صرف اعلیٰ حضرت کی خدمات اوران کے افکار ونظریات کی اشاعت کی بلکہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے مشن کو سنی جمعیۃ العلما کے اغراض ومقاصد میں کلیدی مقام دیا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعت اہل سنت اپنے اُن اکابرین کے نقش قدم کو مشعل راہ سمجھے اور اپنے ذاتی مفاد کو بالائے طاق رکھ کے مذہب اسلام اور سنیت کی خدمت انجام دینے کی سعی کرے۔

اہل سنت کی آواز کے اس شمارے میں خصوصی گوشہ ''حضور سید العلما علیہ الرحمہ'' کی شمولیت ایک قابل تحسین کارنامہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے دین وسنیت کی تبلیغ میں ایک خوش گوار اضافہ ہوگا کیوں کہ سید العلما صرف ایک فرد نہیں بلکہ سنیت کی ایک تحریک کا نام تھا۔

تمام احباب اور اراکین کو اس علمی اضافے کے لیے دلی مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش وخرم اور صحت یاب رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعا گو

سید محمد امین قادری

سجادہ نشین، خانقاہِ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ، ضلع-ایٹہ (یو. پی)

تذکرہ حضور سید العلما علیہ الرحمہ

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی

سابق صدر شعبۂ افتا و ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

خانقاہِ برکاتیہ گنگا جمنا کے دو آبے کے درمیان ضلع ایٹہ کے مشہور قصبہ مارہرہ مطہرہ میں واقع ہے۔ یہ خانقاہ ۱۱۱۸ھ میں سلطان الواصلین حضور سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ نے قائم کی تھی۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ خانقاہ عوام وخواص، علماء ومشائخ کا مرکز اعظم رہی۔ اپنے وقت کے سر برآوردہ علما ومشائخ نے یہاں گردنیں خم کیں۔ ان سب کا تذکرہ ایک دفتر چاہتا ہے۔ ان میں دو حضرات سب سے زیادہ نمایاں ہیں، ایک حضرت مولانا عبد المجید عین الحق بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے جن کے بارے میں ان کے مرشد برحق سند الواصلین حضرت شمس الدین مولانا سید آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا کہ میرے لیے کیا لایا ہے تو میں مولانا عبد المجید کو پیش کردوں گا۔ دوسرے آیۃ من آیات رب العالمین۔ معجزۃ من معجزات خاتم النبیین، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی ذات گرامی ہے جن کے بارے میں ان کے مرشد برحق خاتم الاکابر حضور سیدنا مولانا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ میرے لیے کیا لائے ہو؟ تو مولانا احمد رضا صاحب کو پیش کردوں گا۔

کسی مرشد کا اپنے مرید کے بارے میں جملہ مذکورہ کہنا کوئی معمولی بات نہیں

رب العالمین کی بارگاہ میں اس کے دربار اعظم کے موقع پر جو تحفہ پیش کیا جائے گا وہ تحفہ پیش کرنے والوں کا سب سے قیمتی ہیرا ہوگا۔

اگر سلسلۂ برکاتیہ میں کوئی مرید نہ ہوتا اور یہی دونوں بزرگ ہوتے تو اس بات کے ثبوت کے لیے کافی تھا کہ یہ خانقاہ اپنے وقت میں سب سے ممتاز ہے۔ حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ایک مرید اور خلیفہ تھے، حضرت شمس پانی پتی قدس سرہٗ۔ جب حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مخدوم نے ان سے پوچھا: کس کے مرید ہو؟ حضرت امیر خسرو نے عرض کیا: حضرت نظام الدین اولیا کے۔ حضرت مخدوم نے دریافت فرمایا کہ ان کے کتنے مرید ہیں؟ حضرت امیر خسرو نے عرض کیا: جتنے آسمان میں تارے ہیں۔ حضرت مخدوم نے فرمایا ہمارا تو ایک شمس ہے۔ یہ اس وقت کی بات تھی۔ آج اگر سلسلۂ نظامیہ اور سلسلۂ صابریہ کے مریدین کی مردم شماری کی جائے تو دونوں قریب قریب برابر ہوں گے۔ چنانچہ بدایوں شریف کے حضرت مولانا عبد المجید عین الحق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے وارثین کے ذریعہ سلسلۂ برکاتیہ کی خوب خوب اشاعت ہوئی اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور ان کی اولاد واحفاد اور خلفا کے ذریعہ سلسلۂ برکاتیہ کی اشاعت اتنی کثیر ہوئی ہے کہ اس کو شمار کرنا قریب قریب محال ہے۔

مگر سلسلۂ برکاتیہ صرف انہی دونوں بزرگوں میں منحصر نہیں بلکہ خود خانقاہ شریف کے سجادگان اور خاندان برکات کے دیگر خلفاء کے مریدین کی تعداد بھی لاکھوں لاکھ سے کم نہیں۔ ماضی بعید کے بزرگوں کے مریدین کی تعداد کا اندازہ لگانا اب ممکن نہیں میں نے ایک محتاط تخمینہ لگایا ہے۔ اب تو صرف احسن العلماء قدس سرہٗ کے مریدین کی تعداد اتنی کثیر ہے کہ جس کا شمار آسان نہیں۔

میرا اور سید العلماء کا تعارف بہت پہلے سے تھا، لیکن پہلی ملاقات شہر گیا بہار میں ہوئی، جب حضرت بہار کے مظلومین کے لیے امدادی رقوم لے کر تشریف لائے تھے۔ بہت محبت وعقیدت کے ساتھ میں حاضر ہوا، دیکھا کہ بیٹھے ہوئے ہیں میں نے قدم بوسی کی لیکن

جب معلوم ہوا کہ میں ''شریف الحق ہوں'' تو کھڑے ہو گئے اور سینے سے لگایا اور فرمایا: میرے برابر بیٹھو لیکن میں بغل میں نہیں بیٹھا بلکہ وہیں پر کچھ آیات کی تفسیر پوچھی اور گفتگو ہوئی۔

اسی موقع پر پہلی بار میں نے حدائق بخشش حصہ سوم کے متنازع اشعار کے بارے میں گزارش کی کہ ان کو حدائق بخشش سے نکال دیا جائے، فرمایا: نکالنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اس میں کوئی بات نہیں اس کی توجیہ یہ ہے۔

میں جب پہلی بار مارہرہ مطہرہ عرس نوری میں حاضر ہوا تو باغ باغ ہو گئے اور فرمایا کہ قل کے وقت میری تقریر ہوتی تھی، لیکن اب میں اپنا وقت دیتا ہوں اب قل کے وقت تمہاری تقریر ہوا کرے گی۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ سلسلہ آج تک جاری وساری ہے۔

میں جب مارہرہ مطہرہ پہنچتا تو ہمیشہ از راہ کرم نوازنے کے لیے میری قیام گاہ پر ایک بار ضرور تشریف لے آتے، اس کے بعد حضرت کا یہ دستور ہو گیا کہ اپنے حلقۂ ارادت کے اہم جلسوں میں مجھ کو ضرور بلاتے۔ حضرت نے کہاں کہاں بلایا اس کی فہرست بہت طویل ہے، اپنی تقریر میں میرے بارے میں نہایت بلند پایہ کلمات ارشاد فرماتے۔

ایک بار فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے حضرت صدر الشریعہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ تفقہ جس کا نام ہے وہ موجودہ علما میں مولوی امجد علی میں زیادہ پایئے گا اور اب میں کہتا ہوں کہ چند بزرگوں کو چھوڑ کر تفقہ جس کا نام ہے وہ ہمارے مفتی شریف الحق صاحب میں زیادہ پایئے گا۔ بمبئی میں سنی جمیعۃ العلماء کی اہم میٹنگوں میں مجھے صدر بناتے یا شہید اعظم کانفرنس میں میری تقریر ضرور کراتے۔ جب مجھے دیکھتے باغ باغ ہو جاتے اور بہت کرم فرماتے ایک بار دیوبندیوں نے بلرام پور ضلع گونڈہ میں ایک جھوٹا مقدمہ قائم کر دیا تھا میں نے دعا کی درخواست کی، دعا فرمائی اور فرمایا: جایئے اب کبھی ایسا نہیں ہوگا۔

اس خادم پر اتنا کرم فرماتے تھے کہ میں شرمندہ ہو جاتا۔ ''میں نے پہلی بار کی حاضری میں حضور سید العلماء سے عرض کیا: دربار میں میری حاضری کرا دیں۔ انہوں نے احسن العلماء سے فرمایا: حسن میاں؟ کوئی موقع نکال کر ان کی حاضری کرا دیں۔ عرس کا ہنگامہ تھا۔ موقع ملنا مشکل، لیکن احسن العلماء نے کرم کرتے ہوئے وقت نکال ہی لیا۔''

مجھ سے چپکے سے کان میں فرمایا: آج رات تقریر ختم ہونے کے بعد آپ میرے پاس بیٹھے رہیں۔ چنانچہ یہی ہوا، تقریر ختم ہونے کے آدھے گھنٹے کے بعد جب زائرین اپنی اپنی قیام گاہوں پر چلے گئے، مزار شریف کے خادم رفیق کو بلایا، مجھے لے چلے، مجھ کو پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر برکاتی گنبد میں حاضر فرمایا اور گنبد شریف کے غربی جنوبی کونے پر بٹھا دیا۔ سب بتیاں گل کر دیں، باہر تشریف لے گئے دروازہ بند کر دیا میں نے کیا دیکھا، مجھ پر کیا گزری، نہ میں کہہ سکوں گا نہ آپ سن سکیں گے ع

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم

میں بے ہوش ہو گیا، آنکھ کھولی تو دیکھا کہ احسن العلماء بیٹھے ہوئے ہیں میرے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ڈال رہے ہیں پھر آواز دی، سہارا دے کر اٹھایا اور بیٹھایا بازو پکڑ کر باہر لائے اور کان میں فرمایا: میری زندگی بھر کسی کو بتایئے گا مت۔

علم و فضل:

حضرت سید العلماء قدس سرہٗ بہت ذہین فطین، قوی الحافظہ عالم تھے، آپ کا علم مستحضر تھا۔ اہم سے اہم مسائل پر گفتگو کے وقت اجلہ علماء کرام کی محفل میں سب پر چھا جاتے مشکل مسائل میں بہت خوبصورتی سے حل نکالتے کہ لوگ دنگ رہ جاتے بمبئی میں دنیا دار ٹرسٹیوں کی ضد کی وجہ سے عام مساجد میں نماز میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر انتقالات یعنی رکوع سجدہ وغیرہ کریں گے ان کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن مساجد کے ٹرسٹی اپنی ضد سے نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر لگاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بڑا اہم تھا۔ ٹرسٹیوں کو اس بارے میں اتنی ضد تھی کہ اگر کوئی سنی امام لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہ پڑھائے تو وہابی امام رکھ لیتے تھے چنانچہ ہماری سب سے اہم مرکزی حمیدیہ مسجد میں یہی ہوا کہ جب سنی علماء لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے کے لیے آمادہ نہ ہوئے تو وہابی امام رکھ لیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔ حضرت سید العلماء قدس سرہٗ نے اس کا حل یہ تجویز فرمایا کہ لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ مکبرین بھی رکھے جائیں اور نمازیوں کی ہدایت کر دی جائے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر انتقالات نہ کریں بلکہ مکبرین کی

تکبیرات پر کریں۔ رہ گیا امام اس کا معاملہ بالکل واضح ہے اگر امام بالقصد لاؤڈ اسپیکر میں آواز نہ ڈالیں وہ لاؤڈ اسپیکر سے صرف نظر کر کے نماز پڑھائے تو ان کی نماز ہو جائے گی اگر چہ لاؤڈ اسپیکر اس کی آواز جذب کر کے پھیلائے۔ حضرت سید العلماء کی اس تحقیق کی بدولت ہماری اہم مساجد وہابیوں کے قبضہ میں جانے سے بچ گئیں۔ بمبئی میں وہابی بھی کافی ہیں۔ ان کی دونوں شاخیں وہاں موجود ہیں۔ غیر مقلد بھی اور دیوبندی بھی۔ بمبئی کے سنجیدہ غیر جانبدار ذی اثر لوگوں نے ایک مشترکہ رویت ہلال کمیٹی بنادی ہے جس میں ہر مذہب کے علماء شریک ہیں۔ حضرت سید العلماء قدس سرہٗ اس کمیٹی کے بھی صدر تھے اور اپنی وجاہت اور جلالت کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے مولویوں کو دبائے رکھتے وہ لاکھ کوشش کرتے کہ دھاندلی کر کے غیر شرعی طریقہ پر رویت ہلال کا اعلان کر دیا جائے مگر حضرت سید العلماء نے کبھی ان کا منشا پورا نہیں ہونے دیا جس کی بنا پر وہابیوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ کمیٹی چلانی چاہی۔ مگر حضرت سید العلماء قدس سرہٗ نے ہمیشہ انہیں خائب و خاسر فرمایا۔ ایک سال کالے پانی کے غیر مقلد مولوی مختار احمد نے چند غیر مقلدوں کے بیان پر ۲۹؍ رمضان المبارک کو رویت کا اعلان کرادیا اور یہ کہ کل عید ہے۔ حضرت سید العلماء قدس سرہٗ کو جب اس کا علم ہوا تو کمیٹی کے غیر جانبدار افراد سے پوچھا۔ انہوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ نہ ہم یہ اعلان کرا رہے ہیں اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کیسے اعلان ہو رہا ہے حضرت سید العلماء نے ان لوگوں سے کہا ہنگامی کمیٹی طلب کیجئے اور میں آ رہا ہوں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ حرکت کالے پانی کے غیر مقلد مولوی مختار احمد کی ہے کمیٹی کے افراد جمع ہوئے کالے پانی کے اس غیر مقلد مولوی کو طلب کیا گیا اور یہ بھی حکم دیا کہ جن کی گواہی پر تم نے اعلان کرایا ہے ان کو بھی لیتے آؤ۔ حضرت سید العلماء نے کمیٹی میں پہنچ کر پہلے ہی سے کمیٹی کے افراد کو مختار احمد غیر مقلد مولوی کی اس حرکت کے پیچھے اس کے پوشیدہ مقاصد سمجھا دیئے تھے۔ نیز کمیٹی کے افراد کی اس بے وقعتی پر بھی زور ڈالا کہ پھر رویت ہلال کمیٹی کی کوئی وقعت نہیں باقی رہے گی کچھ دیر کے بعد غیر مقلد مولوی، ان غیر مقلد افراد کو لے پہنچا جنہوں نے بیان دیا تھا کہ ہم نے آج چاند دیکھا ہے۔ اس کمیٹی کے رکن ضیاء الدین بخاری بھی تھے۔

انہوں نے پہلے اس غیر مقلد مولوی کو اس پر خوب لتاڑا کہ جب پورے شہر کی مشترکہ بلا تفریق مذہب ایک رویت ہلال کمیٹی ہے تو تم نے کیسے اعلان کرایا۔ تمہیں یہ حق کس نے دیا تھا۔ پھر گواہوں سے بیان لیا بیان کے بعد ان سے پوچھا کہ تم غیر مقلد ہو یا حنفی یا شافعی۔

اس نے نہایت صفائی سے کہہ دیا میں غیر مقلد ہوں اسی طرح تین یا چار گواہ گزرے۔ بخاری نے سب سے یہی سوال کیا جس کے جواب میں سب نے یہی جواب دیا کہ ہم غیر مقلد ہیں۔ سب کے بیانات کے بعد بخاری نے حضرت سید العلماء سے مخاطب ہو کے کہا کہ امسال عید کا چاند بھی غیر مقلد ہو گیا ہے۔ اس لیے صرف غیر مقلدین کو نظر آیا۔ یہ سب کنڈم ہیں ان سب کی گواہی رد کی جاتی ہے اور اب رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے اعلان کر دیا جائے کہ آج چاند کا کوئی ثبوت نہیں ملا کل رمضان المبارک ہے کل سب لوگ روزہ رکھیں اس کے پہلے جو اعلان ہوا ہے وہ غلط ہے۔

یہاں خاص بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اگر حضرت سید العلماء اس طرح جرح کرتے تو شاید کمیٹی کے وہابی مولوی بھڑک جاتے مگر بخاری چونکہ خود وہابی تھا اس کا دیو بندیوں پر بھی کافی اثر تھا اس کی ان باتوں سے کوئی نہیں بھڑکا سب دم بخود ہو کر سنتے رہے اور سب نے چپ چاپ بخاری کے فیصلے پر دستخط کر دیئے یہ حضرت سید العلماء قدس سرہٗ کا کمال تھا کہ انہوں نے فضا ایسی پیدا کر دی کہ وہابی ہوتے ہوئے بھی بخاری نے وہابیوں کی گواہیوں کو مسترد کر دیا۔

آج وہ لوگ زندہ ہیں اور برسر اقتدار ہیں اور حضرت سید العلماء سے حسد کی بنا پر جلتے رہے اور زندگی بھر انہیں اذیتیں پہنچاتے رہے لیکن ان کا اس مشترکہ رویت ہلال کمیٹی پر کوئی دباؤ نہیں کوئی رعب نہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دیو بندیوں کو اپنی من مانی کرنے کی ہمت ہو گئی اور امسال بلا ثبوت شرعی ۲۹ ر کی رویت کا اعلان کر دیا اور ایک دن پہلے عید کر لی۔ اگر چہ دیو بندیوں کے اس اعلان کا اہل سنت پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور دیو بندی ایک دن پہلے عید کرنے کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوئے یہ ایک الگ بحث ہے۔ آئندہ کیا دشواریاں ہوں گی وہ آنے والا وقت بتائے گا اس قسم کے بہت سے اہم مواقع بمبئی میں پیش آئے اور ہر

موقع پر حضرت سید العلماء قدس سرہٗ کی ہدایت میں بہترین حل نکلا۔

دیگر خدمات:

ہندو مسلم فسادات میں ہر جگہ ایک طرفہ مسلمان ہی نشانۂ ستم بنتے ہیں۔ اس موقع پر مظلوموں کی امداد کی تحریک سب سے پہلے مارہرہ مطہرہ سے اٹھی اور سب سے پہلا امدادی وفد بہار کے ان مظلوموں کی امداد کے لیے حضرت سید العلماء کی سربراہی میں گیا پہنچا جب کہ ۱۹۴۷ء میں ایک ہفتہ تک مسلسل بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ جب کہ ابھی سنی جمعیۃ العلماء قائم بھی نہیں ہوئی تھی میں اس وقت گیا میں مقیم تھا یہیں سب سے پہلے حضرت سید العلماء کی زیارت ہوئی۔ سنی جمعیۃ العلماء قائم ہونے کے بعد متعدد بار ستم رسیدہ مظلوم مسلمانوں کی بھرپور امداد کی گئی لیکن یہ سب کارنامے سید العلماء کی حیات ظاہری تک محدود رہے۔

مسلم لیگ کا نظریۂ پاکستان مسلمانوں کے لیے کتنا زہریلا تھا وہ آج سب پر روشن ہے جس پر قدرے گفتگو حضرت تاج العلماء کے تذکرے میں گزر چکی ہے۔ حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ نے اس وقت جب کہ ہندوستان کے مسلمان کی غالب اکثریت پاکستان کی جنون کی حد تک حامی تھی۔ نظریۂ پاکستان کی بھرپور مخالفت کی اس تحریک میں حضرت سید العلماء حضرت تاج العلماء کے دوش بدوش رہے۔ تحریر و تقریر سے اس نظریہ کی بھرپور مخالفت کی۔ مشیت ایزدی کہ عام مسلمانوں نے اسے نہیں سنا جس کے نتیجے میں آج رو رہے ہیں۔

کشف و کرامت:

عوام کا حال یہ ہے کہ جب تک کسی بزرگ میں کشف و کرامت نہیں دیکھتے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے ضعیف اعتقادی کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ کسی کی دوکان پر پہنچ گئے اور اس کی خوب بکری ہوئی پھر وہ آپ کا بہت معتقد ہو جائے گا۔ اور اگر بکری کم ہوئی تو آپ کو منحوس خیال کرنے لگے گا جیسے عرب کے بدوؤں کا حال تھا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اگر اس کی عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور اونٹنی نے اونٹنی جنم دیا تو کہتے بڑا اچھا دین ہے اور اگر

اس کے برعکس ہوا یعنی اس کی عورت کے لڑکی پیدا ہوئی اور اونٹنی کے اونٹ نر تو کہتے کہ بہت خراب دین ہے۔ یہی حال آج کل عوام کا ہے بلکہ ہمارے بہت سے خواص بننے والوں کا بھی ہے۔ حالاں کہ حضرات اولیاء کرام نے فرمایا کرامت مت دیکھو دین پر استقامت دیکھو۔

الاستقامة فوق الكرامة.

اللہ کا شکر ہے کہ حضرت سید العلماء کا دفتر فضائل اس باب سے خالی نہیں بہت سی کرامتیں اس مختلف اوراق میں آپ کو ملیں گی۔ دو ایک مجھ سے بھی سن لیجئے۔

کالپی شریف کے جناب حاجی دین محمد صاحب مرحوم حضرت کے مرید تھے۔ وہ سالانہ جلسہ کیا کرتے تھے جس میں حضرت سید العلماء تشریف لاتے اور حضرت سید العلماء قدس سرہٗ کے حکم سے مجھے بھی مدعو کرتے۔ ایک سال ان کا ایک لڑکا کسی بات پر ناراض ہو کر کہیں چلا گیا۔ بہت ڈھونڈا گیا کہیں پتہ نہیں چلا۔ عرصہ گزر گیا۔ حضرت سید العلماء جلسہ میں تشریف لائے۔ بعد مغرب پہنچے تھے۔ رسمی خیر وعافیت کی رسم ادا ہونے کے بعد حاجی دین محمد صاحب نے عرض کیا۔ میرا فلاں بچہ عرصہ سے گھر چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے حضور دعا فرمائیں کہ آ جائے۔ یہ سن کر حضرت سید العلماء نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا۔ پھر فرمایا گھبراؤ نہیں صبح تک آ جائے گا۔ دو بجے رات تک جلسہ رہا۔ (بقیہ صفحہ ۴۷ ر پر)

(صفحہ ۴۱ رکا بقیہ) جلسہ کے بعد مصافحہ وغیرہ میں قریب آدھے گھنٹے صرف ہو گئے۔ حضرت سید العلماء نے فرمایا کہ اب سوئیں گے تو نماز خطرے میں پڑ جائے گی۔ حاجی دین محمد اور ئی کے مولوی بشیر القادری بیٹھے رہے۔ ساڑھے چار بجے صبح کو کالپی شریف کوئی گاڑی پہنچتی تھی میں یہ نہیں بتا سکتا کہ کانپور کی طرف سے آتی تھی یا جھانسی کی طرف سے۔ حاجی صاحب موصوف کا مکان اسٹیشن کے بالکل قریب ہی تھا۔ گاڑی کی سیٹی ہوئی تو حضرت سید العلماء نے دریافت فرمایا یہ گاڑی کہاں سے آئی ہے؟ بار بار دروازے کی طرف دیکھتے رہے کہ حاجی دین محمد صاحب کا یہ لڑکا آ گیا۔

ایک بار خود حضرت سید العلماء علیل ہوئے گردے میں شدید درد اٹھا۔ ڈاکٹروں

کو دکھایا گیا ایکسرے ہوا۔ تشخیص یہ ہوئی کہ گردے میں پتھری ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ بغیر آپریشن کے یہ پتھری نہیں نکلے گی۔ حضرت سید العلماء نے اجمیر مقدس میں اپنے مزدور صاحب کو خط لکھا کہ میرا یہ حال ہے آپ اس ہار کا دھاگا لے کر جو غریب نواز کے مزار اقدس پر ڈالا جاتا ہے مجھے بھیج دیں۔ ڈاکٹر جلد آپریشن کرانے کے لیے کہتے رہے مگر آپ ٹالتے رہے۔ جب دھاگہ آ گیا۔ اسے گلے میں ڈال لیا اور دو ایک دن کے بعد آپریشن کرانے کے لیے ہسپتال میں ایڈمٹ ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے ایکسرے دیکھنے کے بعد آپریشن کرنے کے لیے اخیر فیصلہ کرنے سے پہلے اسکرین پر دیکھا تو گردے سے پتھری غائب تھی۔ بار بار کئی ڈاکٹروں نے دیکھا مگر پتھری کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ڈاکٹر حیرت میں پڑ گئے اور بالآخر آپریشن ملتوی کر دیا اور آپ کو ہسپتال سے جانے کی اجازت دے دی۔

اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن کو کہاں تک لکھا جائے۔ یقیناً وہ اپنے دور میں اسلاف کے نمونہ تھے اور آج ڈھونڈنے سے بھی ان کی نظیر نہیں ملتی۔ بظاہر وہ ہم سے جدا ہو گئے لیکن ان کی یاد اب بھی تازہ ہے اور مدت العمر تازہ رہے گی۔

حضرت سید العُلما، مارہروی
اور مذہبِ اہلِ سنّت / مسلکِ اعلیٰ حضرت

یٰسٓ اختر مصباحی
دارالقلم، دہلی

سَوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کی متحدہ ہندوستان میں غالب اکثریت تھی۔
اور آج، منقسم ہندوستان (ہندو پاک و بنگلہ دیش) میں بھی بِفَضْلِہٖ تَعالیٰ، واضح اکثریت ہے۔
فقہی مذاہبِ اربعہ کے لحاظ سے ماضی وحال کے خطۂ ہند میں اَحناف کی
ہمیشہ اکثریت رہی ہے اور مَشربِ تصوف وطریقت کے اعتبار سے مشائخِ چشت اہلِ بہشت کی
تبلیغی ودعوتی خدمات، تاریخِ اسلامیانِ ہند کی ایک مُسلّمہ حقیقت ہے۔
جس کے نقوش وآثار، متحدہ ومنقسم ہندوستان کے ہر حصے اور ہر خطے میں نمایاں ہیں۔
اور بِفَضْلِہٖ تَعالیٰ یہ سبھی وابستگانِ سُنّت وشریعت
سُنّیت کے ساتھ، حنفیت کے بھی مُتبع اور مُقلد رہے ہیں۔
چشتیت کے بعد پورے برصغیر ہندو پاک و بنگلہ دیش میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کا
سب سے زیادہ اثر، کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک واضح حقیقت یہ بھی ہے کہ:
اِس وقت سلسلۂ عالیہ قادریہ سے ہندو پاک کے عُلما وطلبہ کی وابستگی، نسبتاً، کچھ زیادہ ہی ہے۔
سلسلۂ سہروردیہ بھی ایک اہم سلسلۂ طریقت ہے جس سے منسلک ووابستہ مسلمانوں کی
ہمیشہ ایک اچھی خاصی تعداد رہی ہے۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ کی ایک عظیم وقدیم خانقاہ

مارہرہ مطہّرہ (ضلع ایٹہ، اتر پردیش، انڈیا) میں ہے۔
جو سلطانُ العاشقین، صاحبُ البرکات، حضرت سید شاہ برکت اللہ، قادری، مارہروی
(وصال ۱۰/محرم الحرام ۱۱۴۲ھ / ۷/اگست ۱۷۲۹ء) کی **نسبتِ برکاتیت** کے اضافہ کے ساتھ
صدیوں سے خانقاہِ قادریہ برکاتیہ کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

اور لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی اس سے گہری روحانی عقیدت ووابستگی ہے۔
اِسی خانوادۂ قادریہ برکاتیہ کی ایک عظیم وجلیل شخصیت ہے:
سید العُلما، حضرت مولانا شاہ سید آلِ مصطفیٰ، اولادِ حیدر، قادری، برکاتی، مارہروی۔
(ولادت: ۲۵؍رجب ۱۳۳۳ھ/۹؍جون 1915ء۔
وصال: درمیانی شبِ ۱۰/۱۱؍جمادیٰ الآخرہ ۱۳۹۴ھ/ یکم جولائی ۱۹۷۴ء)
فرزندِ حضرت سید شاہ، حیاتُ النبی آلِ عبا، بشیر حیدر، قادری، برکاتی۔
حضرت سید العُلما، مارہروی کے جَدِّ مادری (نانا جان) حضرت سید شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حَسَن، عُرف، شاہ جی میاں، قادری، برکاتی، مارہروی (وصال ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء) نے بڑے پیار و شفقت سے آپ کی تعلیم و تربیت میں خصوصی دل چسپی لی۔
اسی طرح آپ کے ماموں جان، تاجُ العُلما، حضرت مولانا سید شاہ آلِ رسول محمد میاں قادری، برکاتی، مارہروی (وصال ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) نے بھی اپنی خصوصی توجُّہات وعنایات سے نوازا۔
حضرت تاجُ العُلما، مارہروی، حضرت سید شاہ ابوالقاسم، اسمٰعیل حَسَن، عُرف شاہ جی میاں قادری، برکاتی (وصال ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء) کے صاحب زادے
اور نورُ العارفین، حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد، قادری، برکاتی، نوری، مارہروی (وصال ۱۱؍رجب ۱۳۲۴ھ/۲؍ستمبر ۱۹۰۶ء) کے نواسے تھے۔
آپ ایک جلیلُ القدر عالمِ دین اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ شیخِ طریقت تھے
جنھیں اپنے جَدِّ مادری (نانا جان) اور اپنے والدِ محترم سے اجازت وخلافت، حاصل تھی۔
برکاتی مفتی، شارحِ بخاری، حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی (وصال ۲۰۰۰ء۔ سابق صدر شعبۂ افتا، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، اتر پردیش، انڈیا) تحریر فرماتے ہیں:
''اپنے والد ماجد قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تحریک کو حضرت تاجُ العُلما قُدِّسَ سِرُّہٗ نے پوری توانائی کے ساتھ چلایا اور آپ کے روحانی وعلمی توانائی کی بدولت
سلسلۂ برکاتیہ کے وابستگان کا دائرہ، وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔
.....حضرت تاجُ العُلما کے بعد، ان کے پروردہ و تربیت یافتہ، حضرت سید العُلما مولانا شاہ آلِ مصطفیٰ اور احسن العُلما حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب کی بدولت آج دنیا کا گوشہ گوشہ براہِ راست، اِس آستانے سے وابستہ ہے۔''

(ص ۳۰۷۔سیدین نمبر۔ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۲۰۰۲ء)

نانا جان اور ماموں جان سے کچھ ضروری دینی تعلیم ، حاصل کرنے کے بعد علوم و فنونِ اسلامیہ کی تکمیل ، دارالعلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف میں صدرالشریعہ،مولانا امجد علی،اعظمی ،رضوی (وصال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کی بارگاہِ تدریس میں ہوئی۔

طبیہ کالج،مسلم یونیورسٹی،علی گڑھ سے اَدویۂ ہندی و یونانی اور عملِ جراحی میں

ڈی،آئی،ایم ایس کا ڈپلوما،حاصل کیا۔

نانا جان نے اپنے چہیتے نواسے،سید العُلما کو اپنی بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

اورآپ کے ماموں جان نے بھی اپنے اس عزیز بھانجے کو اپنی خلافت،عطا فرمائی۔

حضرت سید العُلما ،مارہروی اپنے عہد وعصر کے جلیلُ القدر عالم و مفتی، بلند پایہ مفکر و مدبر سحر بیان خطیب، بیدار مغز وحاضر جواب مناظر ،دور اندیش قائد اور عظیم داعی و مبلغِ اسلام تھے۔

سَوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کی خدمت اور اس کے مفادات و مصالح کی حفاظت وصیانت میں حضرت سید العُلما ،مارہروی کا عظیم اور نا قابلِ فراموش کردار رہا ہے۔

مذہب ومسلکِ اہلِ سنَّت و جماعت کو آج کل ہندو پاک میں

مسلکِ اعلیٰ حضرت بھی کہا جاتا ہے۔اور یہ مسلکِ اعلیٰ حضرت

درحقیقت، مذہبِ اہلِ سنّت و جماعت کا مترادف ہے۔یعنی جو عقائد واحکام ومسائلِ شریعت مذہبِ اہلِ سنَّت کے ہیں وہی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے بھی ہیں۔

اس طرح، فقہی مذاہبِ اربعہ (حنفیت وشافعیت و مالکیت وحنبلیت) اور سلاسلِ تصوف وطریقت (قادریت وچشتیت ونقشبندیت وسہروردیت وشاذلیت ورفاعیت و دیگر سلاسلِ صحیحہ مُتَّصِلہ) یہ سب جس طرح، مذہب ومسلکِ سَوادِ اعظم اہلِ سنَّت و جماعت کا حصہ ہیں

اُسی طرح،مسلکِ اعلیٰ حضرت کا بھی حصہ ہیں۔اوران میں سے کسی ایک بھی شاخ کو

مسلکِ اعلیٰ حضرت سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

مذہب ومسلکِ اہلِ سنَّت و جماعت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت

ایک دوسرے سے ہم آہنگ اور ایک ہی حقیقت کی دو مختلف تعبیریں ہیں۔

جن میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

مگر، اِس کا لحاظ،ضرور رکھنا چاہیے کہ:

عام طور پر مذہب ومسلکِ اہلِ سنَّت و جماعت ہی بولنا اور لکھنا چاہیے۔
البتہ، جہاں ضرورت وحاجت، داعی ہو اور کوئی اِفادیت ومناسبت، پیشِ نظر ہو
وہاں مسلکِ اعلیٰ حضرت کہنے اور لکھنے پر بھی کوئی قدغن نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت سید العُلما، مارہروی، اِسی مذہب ومسلکِ اہلِ سنَّت ومسلکِ اعلیٰ حضرت کے نمائندہ اور شارح وترجمان تھے۔اور تا حیات وہ اسی فریضے کی ادائیگی وانجام دہی میں شب وروز، مصروف وسرگرمِ عمل رہے۔

آپ کی مذہبی اور ذہنی وفکری تربیت ونشو ونما میں خاندان کے پاکیزہ ماحول اور آپ کے بزرگوں کی ظاہری وباطنی برکت وفیضان نے سب سے پہلا اور بنیادی کردار ادا کیا۔

جس کے نتیجے میں زندگی بھر پوری قوت وطاقت کے ساتھ آپ، دعوت وتبلیغِ مذہبِ اہلِ سنَّت ومسلکِ اعلیٰ حضرت میں اپنی گراں قدر خدمات، انجام دیتے رہے۔

دینی ومذہبی بصیرت وتصلُّب اور استقلال واِستقامت میں آپ کے ماموں جان
حضرت تاجُ العلما، مارہروی کی مندرجہ ذیل، ہدایت آموز تحریری اِجازت وخلافت کا
نقش، آپ کی زندگی اور فکر ومزاج کے ہر رَنگ میں نمایاں ہے:

''وصیتِ مَن، عزیزِ موصوف را آنست کہ:

بر مذہبِ مہذَّب اہلِ سنّت وجماعت، چناں، رَاسخ باشد کہ دیگراں، متعصب دانند۔
واِتباعِ شریعتِ طاہرہ را دستورُ العملِ خویش نماید۔
وبعد حصولِ علمِ دین، بفَضلِ اللّٰہِ الْمَتِین اِشاعتِ مذہبِ اہلِ سنت واِماتتِ بدعت
ورَدِ بے دیناں وبد مذہباں واہلِ ضلالت، نَصبُ العینِ خود سازَد۔
وَبالخصوص، وھابیہ نجدیہ ودیو بندیہ کہ نجس ترین اَشرارند۔
ودرضَرر رسانی وبیخ کَنیِ اسلام، بدترین کُفارند۔اِلیٰ آخِرِہٖ۔
دستخط: فقیر، اولادِ رسول محمد میاں، قادری، برکاتی، عَفِیَ عَنہُ۔
۱۰/ربیع الاول شریف ۱۳۴۷ھ۔دوشنبہ۔

(اکابرِ مارہرہ، حصہ دوم۔سال نامہ ''اہلِ سنَّت کی آواز'' ۲۰۱۰ء)

حضرت سید العُلما، مارہروی نے اپنے صاحب زادے، حضرت سید شاہ آلِ رسول حسنین نظمی میاں، قادری، برکاتی کو اپنے آخری دَور میں جو وصیت فرمائی وہ بھی مذکورہ وصیت کی آئینہ دار ہے۔

حضرت نظمی میاں نے جامعہ مِلّیہ اسلامیہ، نئی دہلی میں تعلیمی داخلہ لیا تو بمبئی سے انھیں اپنے ایک مکتوب (مُحرَّرہ ۶/جولائی ۱۹۶۵ء) میں حضرت سید العُلما، مارہروی، تحریر فرماتے ہیں:

.......''دین و مذہب کے معاملے میں بِفَضلِہٖ تعالیٰ میں نے اپنے نزدیک تمھیں پختہ کر دیا ہے۔
تم نے برسوں میرے ساتھ رہ کر
میری تبلیغی، مذہبی، دینی سرگرمیوں کے اُتار چڑھاؤ دیکھے ہیں۔
وہ عقائد و اصول جو خانقاہِ برکاتیہ کے بزرگانِ کرام قُدِّسَت اَسرَارُھُم سے مجھے امانت میں ملے میں نے تمھارے حوصلے اور ضرورت کے لائق، اچھی طرح تمھیں بتا دیے، گِنا دیے ہیں۔
بَس! اِس معاملے میں سنو، سب کی اور رہو وہیں جس محور پر میں نے تمھیں کھڑا کر دیا ہے۔''
اِلیٰ آخِرِہٖ۔ (**اکابرِ مارہرہ** (حصہ دوم) مارہرہ مطہرہ۔ سال نامہ ''اہلِ سنت کی آواز'' ۲۰۱۰ء)

ایک جوابی مکتوب (محرّرہ ۵/صفر المظفر ۱۳۷۱ھ۔ سہ شنبہ)
بنام مولوی محمد یونس و دوست محمد کے اندر، حضرت سید العُلما، مارہروی، تحریر فرماتے ہیں:

...''مسلمانوں کا وہ فرقۂ ناجیہ جو بفحوائے حدیثِ حمید مَا اَنَا عَلَیہِ وَاَصحَابِی
وباتباعِ ارشادِ مجید یَدُ اللّٰہِ عَلیٰ الجَمَاعَۃ، تقریباً پونے چودہ سو برس سے اُسوۂ رسولِ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ عِظام عَلَیہِم رِضوَانُ المَلِکِ العَلَّام کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت اور حضراتِ ائمۂ مجتہدین و عُلمائے اُمت و اَولیائے مِلّت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنھُم اَجمَعِین کے بیان فرمائے ہوئے طریقۂ نجات کو عِلماً و عَمَلاً گلے سے لگائے ہوئے ہیں۔
اور یہیں سے واضح ہے کہ وہ سارے عقائد و اَعمال، جو، اِن مبارک راستوں کے مخالف و متصادم ہوں، ایک مسلمان کو زُمرۂ اہلِ سنّت سے خارج کر دیا کرتے ہیں۔ اِلیٰ آخِرِہٖ۔
(ص ۶۰۵۔ **سیدین نمبر**۔ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (اتر پردیش، انڈیا) ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

اِسی مکتوب میں آگے چل کر حضرت سید العُلما، مارہروی، تحریر فرماتے ہیں:

........''مسائل کی تین قسمیں ہوتی ہیں:
اول: ضروریاتِ دین، جن کا مُنکِر بلکہ ان میں شک کرنے والا بھی بِالیقین ایسا کافر ہو جاتا ہے کہ جو، ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔
دوم: ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنّت، ان کا مُنکِر، بد مذہب و گمراہ ہو جاتا ہے۔
سوم: وہ مسائل جو، خود عُلمائے اہلِ سنّت میں مختلف فیہ ہوں، ان میں کسی طرف

تکفیر و تضلیل، ممکن نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی اپنے خیال میں کسی قول کو راجح جانے۔
خواہ، تحقیقاً، یعنی دلیل سے اُسے مُرَجَّح پایا۔
خواہ، تقلیداً کہ اُسے اپنے نزدیک، اکثر عُلما، یا اپنے مُعتَمَد عَلَیہِم کا قول پایا۔ اِلیٰ آخِرِہٖ۔
(**سیدین نمبر**، ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔ ۲۰۰۲ء)

حضرت سید العُلما، مارہروری کے ماموں جان، تاجُ العلما، حضرت مولانا سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں، قادری، برکاتی، مارہروی ایک عرسِ قاسمی برکاتی، ماہرہ مطہرہ کی روداد، بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

......''مولانا عبدالسلام کے بیان کے بعد، مولانا حافظ قاری حکیم سید شاہ آلِ مصطفیٰ میاں صاحب سَلَّمَہٗ نے سورۂ فاتحہ مبارکہ کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے
اِتباعِ شریعتِ مطہرہ اور صورۃً سیرۃً، ظاہر و باطن میں
سچی کامل اِطاعت و غلامیِ محمد رسولُ اللہ ﷺ اور تمام جہان و جہانیاں سے زائد
حضورِ اَقدس عَلَیہِ الصَّلوٰۃ وَالسَّلام کو محبوب رکھنے کی ضرورت و اہمیت بتائی۔
اور، روشن کیا کہ جو آقائے دوعالَم ﷺ کا سچا پکا فرماں بردار محبّ و مخلص غلام ہے وہ اپنے آقائے کریم عَلَیہِ الصَّلوٰۃ وَالسَّلام کے دشمنوں، مُعانِدوں
تمام اگلے پچھلے کفار و مشرکین و مرتدین و مبتدعین سے حتی الوسع، قطعاً دور و نفور رہتا ہے۔
جو بھی ایک طرف، سردارِ دوجہاں عَلَیہِ الصَّلوٰۃ وَالسَّلام سے محبت و غلامی کا دعویٰ کرے
اور دوسری طرف، ان کے دشمنوں، مخالفوں، مُعانِدوں کی مدح و تعریف کے گیت گائے
اُن کو اپنا مُقتدا و پیشوا، رہبر و رہنما، محبوب، قائدِ اعظم اور بڑا پرہیزگار، روحِ اعظم، وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے اَلقاب و خطاب سے سَراہے، ان سے گھال میل، الفت و محبت رکھے
وہ ضرور اپنے دَعوائے ایمان اور غلامی و محبتِ آقائے دوعالَم عَلَیہِ الصَّلوٰۃ وَالسَّلام میں جھوٹا اور کھوٹا ہے۔'' (**اَکابرِ مارہرہ مطہرہ نمبر**، حصہ سوم۔ سال نامہ ''اہلِ سنت کی آواز'' مارہرہ مطہرہ۔ ۲۰۱۱ء)

حضرت سید العلما، مارہروی کے صاحب زادے، حضرت سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی قادری، برکاتی، مارہروی اپنے ایک طویل مضمون میں امام احمد رضا اور مسلکِ اعلیٰ حضرت سے سید العلما، مارہروی کی غایتِ عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

....''سید میاں (سید العُلما، مارہروی) مارہرہ مطہرہ کے اُس مقدس خانوادے کے فرد تھے

جوامام احمد رضا، محدِّث بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا پیر خانہ تھا۔ اتنا ہی نہیں، وہ اُس گدی کے وارث تھے جس میں اِرادت ووابستگی، امام احمد رضا اپنے لئے دنیا وآخرت کی سب سے بڑی نعمت سمجھتے تھے۔

سید میاں نے امام احمد رضا کا پیرزادہ ہونے کا حق ادا کر دیا۔

انھوں نے دنیا کو ایک جاندار نعرہ دیا:

یا اِلٰہی! مسلکِ احمد رضاخاں، زندہ باد

حفظِ ناموسِ رسالت کا جو ذِمہ دار ہے

امام احمد رضا، سید میاں کی سب سے بڑی کمزوری تھے۔

اعلیٰ حضرت کا نام آتے ہی بے قرار ہو جاتے، تڑپ اٹھتے۔

ان کا کہنا تھا کہ: عُلمائے متقدمین کا علم اوران کی فضیلت اپنی جگہ پر ہمارے لئے تو ہمارے اعلیٰ حضرت، کافی ہیں۔

سید میاں نے اپنی ساری زندگی، مسلکِ برکاتیت کے نقیب اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے علَم بردار کی حیثیت سے گذاری۔

امام احمد رضا کا ذکر، سید میاں کے حرزِ جان تھا۔ ایک منقبت میں یوں کہتے ہیں:

سُنیِّوں کا پیشوا، احمد رضا خاں قادری
مومنوں کا مُقتَدا، احمد رضا خاں قادری

ہیں محمد مصطفیٰ، محبوبِ رَبّ العالَمین
اور حبیبِ مصطفیٰ، احمد رضا خاں قادری

لے کے سایہ تونے سر پر، مُحیِ دینِ پاک کا
دینِ حق زندہ کیا، احمد رضا خاں قادری

اس صدی میں دینِ احمد کا مجدِّد، تو ہوا
یہ شرف تجھ کو ملا، احمد رضا خاں قادری

ہیں اَکابر کے جو خاتَم، حضرت آلِ رسول
اُن سے تو بیعت ہوا، احمد رضا خاں قادری

ہو کے بیعت، پھر خلافت کا شرف، حاصل کیا
پیر کا ثانی بنا، احمد رضا خاں قادری

خاندانِ بَرکتُ اللّٰھی کا تو چشم و چراغ
ہو گیا، ہاں ہو گیا، احمد رضا خاں قادری

علم تیرا درحقیقت، بحرِ ناپیدا کِنار
ہے عطائے مصطفیٰ، احمد رضا خاں قادری

ذوالفقارِ حیدری کا جانشیں تیرا قلم
مظہرِ مشکل کُشا، احمد رضا خاں قادری

شعر گوئی مقصد سیّدؔ نہیں اس نظم میں
بَس! وہ مادح ہے ترا، احمد رضا خاں قادری

اعلیٰ حضرت سے سید میاں کی محبت اور گہری عقیدت کا ہی یہ اثر تھا کہ:

امام احمد رضا کے شہزادے، حضور مفتیِ اعظم ہند رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ، سید میاں سے بے حد لگاؤ رکھتے تھے۔'' اِلیٰ آخِرِہٖ۔ (ص ۵۰۵۔سیدین نمبر۔ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔۲۰۰۲ء)

سید العُلما کے ماموں جان، حضرت تاجُ العلما، مارہروی کو بھی

امام احمد رضا سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ چنانچہ، تحریر فرماتے ہیں:

''فقیر کو، اگرچہ، حضرت امام اہلِ سنت، مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قُدِّسَ سِرّہٗ سے تلمذِ رَسمی، حاصل نہیں، مگر فقیر، اُن کو اپنے اکثر اساتذہ سے بہتر وبرتر اپنا استاد جانتا ہے۔

ان کی تحریرات وتقریرات سے فقیر کو بہت کثیر فوائدِ دینی وعلمی، حاصل ہوئے۔

اور چوں کہ تقریر وتحریر میں ان کا طریقہ، بے لوث

اور مؤاخذاتِ صوری ومعنوی، شرعی وعُرفی سے مُنَزَّہ و مُبَرّا، ثابت ومحقق ہوا

لھذا، فقیر بھی تا بہ وسعت اُن کے طریقے کا اِتباع کرنا پسند کرتا ہے۔''

(ص ٦٦۔**تاریخِ خاندانِ برکات**۔مؤلّفہ: تاجُ العلما، مارہروی۔مطبوعہ: کراچی)

حضرت سید العُلما، مارہروی کے برادرِ عزیز، احسن العُلما، سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن، قادری برکاتی، مارہروی (ولادت ۱۰رشعبان المعظم ۱۳۴۵ھ/۱۳رفروری ۱۹۲۷ء۔ وصال ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ/۱۱رستمبر ۱۹۹۵ء۔شبِ سہ شنبہ) بھی اپنے نانا جان، حضرت سید شاہ ابوالقاسم، اسمٰعیل حَسَنْ، عُرف، شاہ جی میاں، قادری، برکاتی، مارہروی سے نسبتِ بیعت وخلافت رکھنے کے ساتھ اپنے ماموں جان، تاجُ العُلما، حضرت مولانا سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں، قادری، برکاتی مارہروی کی خلافت واجازت سے بھی سرفراز ہوئے۔

شہزادۂ احسن العُلما، شرفِ ملّت، حضرت سید محمد اشرف میاں، قادری، برکاتی، مارہروی نے حضرت تاجُ العُلما کی عطا کردہ خلافت برائے حضرت احسنُ العُلما مارہروی کی مکمل نقل

جو سیدین نمبر میں زیبِ اِرقام فرمائی ہے اُس کا اہم حصہ، ملاحظہ فرمائیں:

....''لازم ہے کہ اللہ ورسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت ومحبت، جان ودل، قول وعمل، اَعضاو جَوارح سے

حتی الوسع بطریقِ اَکمل واَتم بجالانے میں ساعی وداعی رہیں۔

سُنِّیتِ خالصہ پر استقامت اور دشمنانِ دین ومخالفانِ شرعِ متین سے حتی الوسع دور اور نفور رہیں۔

اور ان کے مراتب کے مطابق اُن سے بیزار ونفور رہیں۔

جُملہ کفار ومشرکین ومرتدین و مُبتدِعین ،بِالخصوص وھابیہ، ملاعنہ، دیو بندیہ ونجدیہ ونیچریہ زَنادقہ ،غرض، جُملہ فِرَقِ باطلہ پر رَدو طَرد کواپناشِعار بنائیں۔

اوراپنے ظاہروباطن کوشریعتِ مطہرہ کےمطابق، پیراستہ رکھیں۔

اورقدیم عقائدِ مذہبِ مہذّب اہلِ سنّت پر جیسا کہ خاندانِ عالی کے اکابر قُدِّسَتْ اَسرارُھُم کی کتب وتحریرات مثلاً:

(اَسمائے کتب وتحریراتِ اکابرواسلاف، بشمولِ تصانیفِ رضویہ، درج کرنے کے بعد)

ان پر پوری مضبوطی اور یک سوئی سے قائم رہیں اوراسی پر اپنی اتباع والوں اورمُسترشِدین کوقائم رکھنے میں حتی الوسع ساعی رہیں۔'' اِلیٰ آخِرِہٖ۔

فقیر، اولادِرسول محمد میاں، قادری، برکاتی، ابوالقاسمی، غُفِرَلَہٗ۔

(ص ۲۵ ۷ وص ۲۶ ۷۔سیدین نمبر۔ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔۲۰۰۲ء)

حضرت احسنُ العُلما، مارہروی کے بارے میں

آپ کے شہزادۂ اکبر، امینِ ملّت ،حضرت سید شاہ محمد امین میاں ،قادری، برکاتی مارہروی، تحریرفرماتے ہیں:

''سیدنااعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی، جنھیں، ان کے مُرشدانِ کرام

''چشم وچراغِ خاندانِ برکات'' کہتے تھے، اُن سے بے پناہ لگاؤ تھا۔

دن میں کئی بار، اعلیٰ حضرت اورمفتیِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعالیٰ عَنہُمَا کا تذکرہ کرنا، اُن کی عادت تھی۔

ہم بھائیوں سے کہتے تھے کہ: میراجومُرید، مسلکِ اعلیٰ حضرت سے ذراسا بھی ہٹ جائے تومیں اُس کی بیعت سے بےزار ہوں۔اور میرا کوئی ذمہ نہیں ہے۔

فرماتے تھے کہ: یہ میری زندگی میں نصیحت اورمیرے وصال کے بعد میری وصیت ہے۔''

انتقال سے چند روز قبل، برادرم سید نجیب حیدرنوری سے فرمایا کہ:

بیٹا! مولانا احمد رضا فاضلِ بریلوی کے مسلکِ حق کو ہمیشہ مضبوطی سے تھامے رہنا۔''

درحقیقت، مسلکِ اعلیٰ حضرت کوئی نئی چیز نہیں ہے کہ یہی مسلکِ صاحبُ البرکات ہے۔ مسلکِ غوثِ اعظم ہے۔مسلکِ امامِ اعظم ہےاورمسلکِ صدیق اکبر ہے۔

اعلیٰ حضرت کی شانِ اَقدس میں کسی ادنیٰ سی توہین کرنے والے سے ملنا، اُنھیں گوارانہیں تھا۔ خواہ، اُس کاتعلق کتنے ہی بڑے خانوادے سے ہو، کتنا ہی بڑامقرر ہو، یا۔پیر ہو۔

ان کی کسوٹی، اعلیٰ حضرت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت تھے۔
اعلیٰ حضرت اور مفتیِ اعظم کا ذِکر، میرے اعلیٰ حضرت، میرے مفتیِ اعظم کہہ کر فرماتے تھے۔
اور اعلیٰ حضرت کو "**رضائے آلِ رسول**" فرماتے تھے۔" اِلیٰ آخِرِہٖ۔
(ص ۸۳۱۔ سیدین نمبر۔ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔ ۲۰۰۲ء)
برکاتی مفتی، شارحِ بخاری، حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی (وصال ۲۰۰۰ء)
تحریر فرماتے ہیں:
(حضرت احسنُ العُلَما) مسلکِ اعلیٰ حضرت میں نہ ادنیٰ سی مداہنت، خود فرماتے تھے
اور نہ اس کو برداشت کرتے تھے۔ اگر اپنے کسی مرید، یا متعلق کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے
ذرا بھی مُتجاوز دیکھتے تو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔" (ص ۸۶۲۔ سیدین نمبر)
برکاتی مفتی، حضرت شارحِ بخاری اپنے تجربہ و مشاہدہ کے مطابق
حضرت احسنُ العُلَما کو عاشقِ اعلیٰ حضرت و مسلکِ اعلیٰ حضرت سمجھتے تھے۔
چنانچہ، تحریر فرماتے ہیں:
"مجدّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے عاشقِ زار تھے۔
مسلکِ اعلیٰ حضرت سے سرِ مُو اِنحراف کو برداشت نہ کر پاتے۔
اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے حالات و کوائف کے جُزئیات پر کامل عبور تھا۔
آپ اپنے وقت کے ماہرِ رضویات تھے۔ الخ۔
(ص ۴۷۔ سال نامہ اہلِ سنّت کی آواز، مارہرہ مطہرہ۔ شمارہ اکتوبر ۱۹۹۵ء)
مسلکِ اعلیٰ حضرت کے بارے میں حضرت احسن العُلَما کی نصیحت و وصیت
اور خود اپنی آخری ملاقات بوقتِ تعزِیت کا ایمان افروز تذکرہ کرتے ہوئے
رئیس القلم، علاّمہ ارشد القادری (وصال ۲۰۰۲ء) رقم طراز ہیں:
"دَمِ رخصت فرمایا: مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ڈٹے رہیے۔"
آج سوچتا ہوں تو کلیجہ پھٹنے لگتا ہے کہ اُن (حضرت احسنُ العُلَما) کے ایمان کی حِس
کتنی بیدار تھی کہ موت کا فرشتہ، ان کے سرہانے کھڑا تھا اور اس عالَم میں بھی
انھیں اپنے خاندان کی نہیں، صرف مسلکِ اعلیٰ حضرت کی فکر، دامن گیر تھی۔"
(ص ۸۳۷۔ سیدین نمبر۔ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔ ۲۰۰۲)

حضرت سید العُلما، مارہروی، ۱۹۴۹ء میں مارہرہ مطہرہ سے بمبئ تشریف لے گئے۔
اور وہاں کے سنی مسلمانوں کی درخواست پر کھڑک مسجد کی امامت، قبول کی۔
اور تاحیات اس کی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔
بمبئ کے دَورانِ قیام، عُلما ومشائخ اہلِ سنت کی مشترکہ کوششوں سے
جب ۱۹۵۸ء میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما کی تشکیل ہوئی
تو، ان سبھی حضرات کی خواہش واِصرار کے پیشِ نظر آپ نے سنی جمعیۃ العلما کی صدارت قبول فرمائی اور زندگی کی آخری سانس تک پورے عالمانہ وقار اور قائدانہ تدبر وجرأت کے ساتھ، سنی جمعیۃ العلما کے پلیٹ فارم سے
مسلمانوں کی ہدایت ورہنمائی اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ، سرگرمِ عمل رہے۔
حضرت سید العُلما، مارہروی کی دینی وعلمی ودعوتی وتبلیغی مساعیِ جمیلہ کو
مندرجہ ذیل تین اہم خانوں اور شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) امامت (۲) خطابت (۳) قیادت

یوں تو آپ بہترین مدرس اور مناظر بھی تھے، مصنف اور شاعر بھی تھے
مگر، اِن سب پر آپ کی مذکورہ تینوں صفات، حاوی اور غالب ہیں۔
حضرت سید العُلما، مارہروی نے اپنے علم وفن، اپنے فضل وکمال
اور اپنے جُملہ اوصاف وخصوصیات کو خدمتِ دینِ متین کے لئے وقف کررکھا تھا۔
یہی وجہ ہے کہ تائید ونصرت وحمایتِ مذہبِ اہلِ سنّت ومسلکِ اعلیٰ حضرت کی راہ میں ہمیشہ مستعد رہا کرتے تھے اور عشق واتباعِ نبوی وپیرویِ اکابر واسلافِ کرام کی دعوت کے ساتھ تردید واِنکار واِبطالِ باطل کے لئے شب وروز کمربستہ اور سینہ سپر رہا کرتے تھے۔
آپ کی مساعیِ جمیلہ وخدماتِ جلیلہ کا حاصل یہ ہے کہ:
مسلمان اپنے نبیِ اکرم (ﷺ) کے دامنِ رحمت سے پورے طور پر وابستہ ہوکر آپ کے سایۂ رحمت میں آجائیں اور ان کے قلب ونگاہ کا مرکز ومحور، صرف اور صرف آپ کی ذاتِ گرامی ہو۔

کسی کی جَے وِجَے ہم کیوں پکاریں، کیا غرض ہم کو؟
ہمیں کافی ہے سیّد اپنا نعرہ: یَا رَسُولَ الله

نسبتِ رسول، محبتِ رسول، عظمتِ رسول (عَلَىٰ صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃ وَالسَّلام)

یہی وہ مرکز ومحوراور نقطۂ پرکار ہے جس کے گرد، خانوادۂ برکاتیہ کے مسلکِ برکاتیت اورمقبولِ بارگاہِ برکات،مسلکِ اعلیٰ حضرت کا سارانظامِ فکروعمل گردش کرتا ہے۔

جس نے برصغیر ہندوپاک کے سَوادِاعظم اہلِ سنّت وجماعت کے وسیع ترین حلقے کواپنا گرویدہ بنارکھا ہے۔

مسلکِ اعلیٰ حضرت سے حضرت سیدالعلما، مارہروی کے قلبی ربطِ خاص اورشغف واِنہماک کی ایک مستندترین گھریلوشہادت، ملاحظہ فرمائیں:

جومیری اِس تحریرکے لئے حرفِ آخرکادرجہ رکھتی ہے۔

امینِ ملّت، حضرت سیدشاہ محمدامین میاں، قادری، برکاتی، مارہروی، تحریرفرماتے ہیں:

''عَمِ محترم، حضورسیدالعُلمانے اپنی پوری زندگی، مسلکِ اعلیٰ حضرت کے لئے وقف فرمادی خاندانِ برکاتیہ کابچہ بچہ، اعلی حضرت کاشیدائی ہے۔

ہماری نجی مجالس ہوں، یا۔عوامی جلسے، ہرجگہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت ہمارانَصب العین اورمَطمحِ نظرہواکرتے ہیں۔

اِس ضمن میں مجھےاپنےعمِ محترم، حضورسیدالعُلما کایہ شعر، باربار، یادآتاہے:

حفظِ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یا الٰہی! مسلکِ احمد رضاخاں ،زندہ باد

(ص۳۷۹۔سیدین نمبر۔ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔۲۰۰۲)

○○○

یٰسٓ اختر مصباحی
دارالقلم، ذاکرنگر، نئی دہلی ۲۵
فون:-9560848408
9350902937
ای میل:misbahi786.mk@gmail.com

مؤرخہ
۱۴؍ربیع الاول ۱۴۴۴ھ
۱۱؍اکتوبر۲۰۲۲ء
بروزسہ شنبہ

حضور سید العلماء اور حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی کچھ یادیں اور باتیں

الحاج محمد سعید نوری
بانی، رضا اکیڈمی، ممبئ

دونوں حضرات کے لقب سے ہی ان کی عظمت و بزرگی ظاہر دونوں حضرات ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے تھے ایک دوسرے کا کتنا ادب واحترام کرتے تھے اس کی چند جھلک بچشم محبت دیکھیں اور داد وتحسین سے نوازیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کس قدر حضور سید العلماء علیہ الرحمہ سے محبت فرماتے تھے۔ حضور سید العلماء سید آل مصطفےٰ سید میاں رحمۃ اللہ علیہ کھڑک کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے جس کو آج کل ''آل مصطفےٰ کی مسجد'' بھی کہا جاتا ہے اس مسجد کے بالائی حصہ میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی میٹنگ تھی۔ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں پہلے پہنچ گئے۔ ایک دو منٹ کے بعد حضور سید العلماء علیہ الرحمہ بھی تشریف لے آئے۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے جیسے ہی حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کو دیکھا تیزی سے سید میاں کی جانب بڑھے اور سید میاں نے بھی اپنے قدم تیزی کے ساتھ حضرت کی جانب بڑھائے حضور مفتی اعظم نے سید میاں کی دست بوسی کی سید میاں نے حضرت کی دست بوسی کی اس کے بعد حضور مفتی اعظم سید میاں کی قدم بوسی کے لئے جھکے تو سید میاں نے حضرت کے بغلوں میں دونوں ہاتھ ڈال دیئے اور قدم بوسی کرنے نہیں دی اپنے ہاتھوں

سے روکتے ہوئے فرمایا حضور! جب آپ میرے پیروں پر جھکتے ہیں تو مجھے لگتا ہے کہ میرے پیروں پر ہمالیہ پہاڑ آ رہا ہے۔

حضور مفتی اعظم اوران کے خادم خاص ناصر میاں صاحب رضوی کا بیان ہے کہ میں حضور مفتی اعظم کے ساتھ سید میاں سے ملاقات کے لئے ان کی مسجد کے حجرہ میں گیا تھا۔ دونوں بزرگوں میں گفتگو ہو رہی تھی۔ میں چارزانوں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور مفتی اعظم نے مجھے دیکھا اور فرمایا کہ حضرت کے سامنے ایسے بیٹھتے ہیں میں فوراً دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔

ناصر میاں صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے کام کے لئے ممبئی جایا کرتا تھا تو عید ملنے حضرت سید میاں کے حجرہ میں جایا کرتا تھا۔ حضرت مجھے ۲ ؍روپے عیدی دیا کرتے تھے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔

اسی طرح ناصر میاں یہ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے دفتر مدنپورہ، ممبئی میں میٹنگ تھی اس میٹنگ میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے تعلق سے یہ کہا گیا کہ سید میاں کی خدمت میں ہم کئی بار گئے اور قومی، ملی مسائل پر کچھ اقدام کرنے کو کہا مگر سید میاں نے کچھ نہیں کیا۔ جب کہ حضور سید العلماء نے اپنے خون سے سنی جمعیۃ العلماء کو سینچا تھا اور ہر قومی ملی مسئلہ کے حل اور سنیت کے تحفظ کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے تھے اور یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ سید میاں کے زمانے میں سنی جمعیۃ العلماء کا گولڈن پیریڈ تھا۔ حضرت پورے ملک کا دورہ فرمایا کرتے تھے اور اس کی شاخ قائم فرماتے تھے۔ اسی لئے آج بھی جو سنی جمعیۃ العلماء کی شاخیں ملک بھر میں جہاں بھی قائم ہیں وہ حضور سید العلماء کے ہی زمانے کی شاخیں ہیں۔ حضرت کے بعد شاید ہی کہیں اس کی شاخ قائم ہوئی ہو۔ اس کے باوجود کچھ لوگ کی اس طرح کی گفتگو کرتے تھے جس سے حضور سید العلما کو بڑی تکلیف ہوئی اور حضرت نے سنی جمعیۃ العلماء کی صدارت سے استعفیٰ دے دینے کی بات کہی۔ ان لوگوں کو ڈانٹا اور حضور سید العلماء کے قدموں پر اپنا عمامہ رکھ کر فرمایا میں ان سب کی طرف سے آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ جیسے ہی حضرت نے اپنا عمامہ حضور سید العلماء کے قدموں پر رکھا سید میاں رونے لگے حضور مفتی اعظم کے اس عمل سے تمام باتیں ختم ہو گئیں۔ اس کے بعد تاحیات حضور سید العلماء سنی جمعیۃ العلماء کے صدر رہے۔

پہلے ممبئی میں مذبح باندرہ میں تھا مگر ۱۹۷۱ء میں باندرہ سے دیونار منتقل کردیا گیا اور چھوٹے جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے اس کی کنپٹی پر لوہے کی دو سلاخیں لگا کر کرنٹ دیا جاتا تھا جس سے جانور پر غشی جیسی کیفیت ہوجاتی تھی۔ حضور سید العلماء سے اس کے تعلق سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے مگر جانور اس سے حرام نہیں ہوگا اس پر ممبئی کے ایک مسجد کے امام صاحب نے کچھ غیر ضروری تبصرہ کیا اس کی خبر حضور سید العلماء کو ہوگئی۔ حضور سید العلماء حضور مفتی اعظم سے ملنے مرحوم عبدالرشید باوزیر (جو حضو مفتی اعظم کے مرید تھے) کے گھر تشریف لے گئے واپسی پر اتفاق سے وہ صاحب وہاں پر موجود تھے۔ میرا بچپنا تھا میں بھی وہیں موجود تھا۔ مکان سے نکلتے ہوئے حضرت کی نظر جب اس صاحب پر پڑی تو حضرت نے ان کا نام لیتے ہوئے فرمایا" بیٹے ہم غیر کے پتھر برداشت کرسکتے ہیں مگر اپنوں کے پھول نہیں" وہ بہت زیادہ شرمندہ ہوئے اور حضرت سے معافی چاہی۔ جب حضور مفتی اعظم ممبئی تشریف لائے تو حضرت سے یہی سوال کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ جانور پر ظلم ہے ایسا نہ کیا جائے لوگوں نے کہا حکومت کی جانب سے یہ کیا جارہا ہے جس کو روکنا مشکل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جانور حرام نہیں ہوگا۔

۱۹۷۵ء کی بات ہے میں رمضان شریف کے مہینے میں بریلی شریف گیا ہوا تھا اس وقت حضور مفتی اعظم پر کچھ کیفیت تھی آپ سے جب ملاقات ہوئی تو فرمایا سید میاں کیسے ہیں میں نے عرض کیا حضرت کا تو وصال ہوگیا ہے۔ یہ سنا تو حضرت پر جیسے کوئی بجلی گر گئی۔ کئی بار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا بہت دیر تک دعا فرماتے رہے۔ حضرت کے چہرے پر افسوس اور غم کے آثار بہت دیر تک رہے۔ میری آواز پردے کے پیچھے جارہی تھی گھر کے اندر سے کسی نے حضرت کے خادم بابو بھائی سے کہا کہ سعید نوری سے کہو کہ حضرت کو کسی کے انتقال کی خبر نہ دیں۔ پھر بابو بھائی نے بھی مجھ سے یہ بات دہرائی۔

ایک دیوبندی مقرر پالن حقانی کے نام سے مشہور تھا۔ گجرات کے پالن پور کا رہنے والا تھا اس نے ایک کتاب لکھی تھی شریعت یا جہالت۔ یہ اپنی تقریروں میں بڑی گستاخیاں کیا کرتا تھا اس کا کئی روزہ پروگرام مدنپورہ گوشت بازار ممبئی میں ہونا طے ہوا۔ پولیس نے پرمیشن بھی دے دیا تھا اور اعلان بھی ہوگیا تھا۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی

جانب سے اس کی مخالفت کی گئی۔ پولیس کو لیٹر بھی دیا گیا کہ اس کی تقریر سے نقص امن کا خطرہ ہے۔ سنی جمعیۃ العلماء کی آواز پر ہزاروں سنی مسلمان اس تاریخ کو احتجاج کے لئے مدنپورہ پہنچ گئے۔ حضور سید العلماء ممبئی کے باہر تھے آپ ریلوے اسٹیشن سے سیدھے مدنپورہ پہنچے اور پالن حقانی کو للکارتے ہوئے فرمایا کہ ''شہر میں کسی جگہ حقانی کا وعظ نہیں ہونے دیا جائے گا''۔ میں اپنے تایا مرحوم خلیل احمد رضوی کے ساتھ اس احتجاج میں شریک تھا اور اپنے کانوں سے حضور سید العلماء کی تقریر سنی تھی۔ حضور سید العلماء کے اس چیلنج کے بعد ممبئی پولیس نے مدنپورہ میں کبھی بھی اس کی تقریر کی اجازت نہیں دی۔

ہر سال جلوس غوثیہ میں حضور سید العلماء حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدعو کیا کرتے تھے۔ جلوس غوثیہ میں دو گھوڑوں کی بگھی ہوا کرتی تھی۔ حضور مفتی اعظم اس بگھی (گھوڑا گاڑی) میں پہلے حضور سید العلماء کو بیٹھاتے تھے اس کے بعد آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک بار حضور مفتی اعظم کے ساتھ مسجد کھڑک میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جانا ہوا اذان ثانی ہورہی تھی حضرت مسجد میں داخل ہوئے حضور سید العلماء ممبر پر تشریف فرما تھے حضرت وہیں حوض کے پاس بیٹھ گئے۔ نماز ختم ہونے کے بعد اذان ثانی کے سلسلہ میں حضرت نے چند منٹ تقریر بھی فرمائی تھی۔

ماہ محرم الحرام میں ہر سال حضور سید العلماء چمنا بوچر اسٹریٹ، گوشت بازار میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ بے مثال مجمع ہوا کرتا تھا۔ شہادت کا بیان سننے کے لئے پوری ممبئی سے لوگ پہنچتے تھے۔ حضرت ایک دو روز پہلے اپنے بیان کا اعلان بھی فرما دیا کرتے تھے کہ '' آل مصطفےٰ کی کہانی آل مصطفےٰ کی زبانی'' سننے کے لئے شب عاشورہ کو آپ حضرات تشریف لائیں۔

ایک سال حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ کو تیلی محلہ ممبئی کے لوگوں نے مدعو کیا۔ علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے خطیب تھے۔ ہندوستان کی کوئی بڑی کانفرنس یا بڑا جلسہ لوگ ان کے بغیر نہیں کیا کرتے تھے۔ ہمارے والد اور ان کے دوستوں میں بڑی بے چینی پیدا ہوئی کہ سید میاں کے قریب نظامی صاحب نے محرم کا بیان کیا تو سید میاں مجمع میں بڑا فرق پڑے گا مجمع کم ہو جائے گا۔ مگر محرم کی پہلی تاریخ سے

آخر تک حضرت کا مجمع کی طرح اس سال بھی رہا۔عوام کا کہنا تھا کہ اتنے بڑے خطیب حضرت پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب اور سید میاں کے اسٹیج کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہونے کے باوجود سید العلماء کے مجمع پر کوئی فرق نہیں پڑا۔کسی نے نظامی صاحب سے کہا کہ حضور سید العلماء کی تقریر میں بھی ویسے ہی مجمع ہے جیسے ہر سال رہتا تھا تو نظامی صاحب نے فرمایا کہ وہ سید العلماء ہیں، ہمارے سر کے تاج ہیں، اہل سنت کی آبرو ہیں ان پر کیا فرق پڑے گا۔اس طرح کسی اور جلسہ میں خطیب مشرق پاسبان ملت کی تقریر کے بعد حضور سید العلماء نے تقریر فرمائی تھی اس وقت بھی نظامی صاحب نے فرمایا تھا کہ واقعی سید العلماء سید العلماء ہیں۔

مولانا منصور علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر بیان فرماتے تھے کہ جب مسجد اقصیٰ میں یہودیوں نے آگ لگادی تھی یہ آگ تقریباً ۳ گھنٹے سے زیادہ تک جلتی رہی۔ مسجد اقصیٰ کا وہ منبر بھی آگ کی زد میں آ کے جل گیا جس کو حضرت صلاح الدین ایوبی نے لگایا تھا۔اس حادثہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور نام نہاد اسرائیلی حکومت کے خلاف احتجاجات شروع ہو گئے تھے۔آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی جانب سے بھی حضور سید العلماء نے احتجاجی جلوس کا اعلان فرمایا تھا اس جلوس میں شرکت کے لئے ممبئی کے کئی سیاسی افراد کھڑک مسجد ممبئی کے حجرہ میں حضرت سے ملاقات کے لئے آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ ایک ایسا جلوس نکالا جائے جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شریک ہوں۔حضرت نے انکار کیا۔مشترکہ جلوس کے لئے جب یہ سیاسی افراد حضرت سے بہت اصرار کرنے لگے تو حضرت جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ میں سنی ہوں سنیوں کا قائد ہوں اور سنیوں کی ہی قیادت کروں گا کوئی غیر سنی ہمارے جلوس میں شرکت نہ کرے۔اور ان لوگوں کو اپنے حجرہ سے جانے کو فرمایا۔لوگوں نے مشترکہ جلوس بھی نکالا مگر واہ رے سید العلماء کی استقامت کہ انہوں نے کسی بھی وقت غیر سنیوں سے اتحاد نہیں کیا اور نہ ان کے ساتھ مل کر کام کرنا پسند فرمایا یہ تھی حضور سید العلماء کی استقامت۔آپ نے اہل سنت کا علیحدہ جلوس نکالا اور وہ جلوس بہت کامیاب ہوا تھا اور اس کے اختتام پر حضرت نے بہت ہی پر جوش تقریر بھی کی تھی۔

نعت پاک

حضور سید العلماء سید شاہ آلِ مصطفیٰ قادری برکاتی قدس سرہٗ

خدا نے خود تمہیں ایسا سنوارا یارسول اللہ
نہیں ممکن کہ ہو ثانی تمہارا یارسول اللہ

کرم تیرا جسے چاہے وہ ہو جنت مکاں آقا
کہ ہے فردوس پر تیرا اجارہ یارسول اللہ

جناب شیخ نازاں ہیں بہت کچھ زہدو تقویٰ پر
ہمیں تو ہے فقط تیرا سہارا یارسول اللہ

سفینہ تیری امت کا بھنور میں پھنس گیا آقا
خدارا اب ملے اس کو کنارا یارسول اللہ

غلامان در اقدس تمنا لے کے آئے ہیں
کہ چمکے سینوں کا پھر ستارا یارسول اللہ

ابھی بگڑے ہوئے سارے ہمارے کام بن جائیں
تری رحمت اگر کردے اشارہ یارسول اللہ

نہ کیوں اعلیٰ ہو وہ پرچم، نہ کیوں اونچا ہو وہ پرچم
کہ زینت جس کی ہو گنبد تمہارا یارسول اللہ

یہ سرخ و سبز رنگت مشہد سبطین نے دی ہے
علم حسنین کا پرچم ہمارا یارسول اللہ

جلال قبۂ خضرا کے آگے خم ہوا پہلے
اُٹھا کے سر کو پھر پرچم پکارا یارسول اللہ

کسی کی بے وجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو
ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرا یارسول اللہ

سلام

حضور سیدالعلماء سید شاہ آلِ مصطفیٰ قادری برکاتی قدس سرہٗ

تمہارے سجدے کو کعبہ سلام کہتا ہے
جلال قبۂ خضرا سلام کہتا ہے
چمن کا ہر گل و غنچہ سلام کہتا ہے
حسین تم کو زمانہ سلام کہتا ہے

چراغ و مسجد و منبر سلام کہتے ہیں
نبی رسول پیمبر سلام کہتے ہیں
علی و فاطمہ شبر سلام کہتے ہیں
خدا گواہ کہ نانا سلام کہتا ہے

خدا کی راہ میں سر کو کٹا دیا تم نے
نبی کے دین پہ گھر کو لٹا دیا تم نے
نشان کفر کو یکسر مٹا دیا تم نے
تمہیں خدا بھی تمہارا سلام کہتا ہے

یاالٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد   حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے
(حضور سید العلماء)

50 واں عرس پاک

حضور
سید العلماء

سند الحکماء، ابوالحسنین، شاہ آل مصطفےٰ سید میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ مطابق ۴ر جنوری ۲۰۲۳ء

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء   رضا اکیڈمی

50th Urs Mubarak Huzoor Sayyedul Ulma

11th Jumadal Ukhra 1444, 4th January 2023

RAZA OFFSET MUMBAI-3 • TEL : 022 23456313